فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جس تعویذ پر ''یاعلی مدد'' یا ''یاجبریل مدد'' لکھا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: علی رضی اللہ عنہ اور جبریل علیہ السلام سے مدد مانگنا شرک ہے۔ مدد صرف اللہ سے مانگی جائے گی، لہٰذا جس تعویذ میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہو، اسے پہننا حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ إِلَا صَلَاةً خَلْفَ إِمَامٍ .

''جس نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ ناقص و نا تمام ہے، سوائے اس کے کہ امام کی اقتدا میں ہو۔''

(القراء ة خلفَ الإمام للبَيهقي، ص 194، الخلافيات للبيهقي :1931)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔ عبد الرحمن بن اسحاق مدنی اگرچہ حسن الحدیث ہے، مگر اس کی بعض منکر روایات بھی ہیں۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِمَّنْ يُعْتَمَدُ عَلٰى حِفْظِهٖ .

''اس کے حفظ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔''

(تاریخ ابن عَساکر : 198/34، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔''

(الجرح والتّعدیل : 213/5)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيثِهٖ بَعْضُ مَا يُنْكَرُ، وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''اس کی حدیث میں بعض منکر روایات ہیں، ان پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الکامل في ضُعفاء الرّجال : 495/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ایک دوسری روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 548/2)

عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی کی مذکور بالا روایت بھی منکر ہے، کیونکہ اس کی یہ روایت حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۳۹۵) کے خلاف ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ فِيهِ نَظَرٌ لَا يُثْبِتُهٗ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ .

''یہ حدیث محل نظر ہے، اسے محدثین ثابت نہیں سمجھتے۔''

(القراءۃ خلفَ الإمام، ص 194)

سوال: ایک حدیث میں ہے کہ قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی اور بعض میں ہے کہ قیامت کے قریب اسلام عام ہوجائے گا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): دونوں طرح کی احادیث صحیح ہیں۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ زمین پر اسلام کو پھیلائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، کفر کا قلع قمع کر دیں گے، زمین میں صرف اسلام رہ جائے گا، باقی تمام ادیان ختم ہو جائیں گے، زمین عدل سے بھر جائے گی، لوگوں پر نعمتوں کی فراوانی ہو جائے گی، اسی اثنا میں ہوا چلے گی، جس سے تمام اہل ایمان پر موت طاری ہو جائے گی، پھر صرف شریر لوگ رہ جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی، ان میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي الْأَرْضِ حَكَمًا عَدْلًا، وَّقَاضِيًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَالْقِرْدَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ، وَتَكُونُ السَّجْدَةُ كُلُّهَا وَاحِدَةً لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی، جب تک سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زمین پر امام عادل اور قاضی منصف کی حیثیت نہ اتر جائیں، آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر اور بندر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیا جائے گا اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کو ہی ہوگا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 1342، وسندہٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو لَا بَأْسَ بِهٖ کہا ہے۔

(فتح الباري : 491/6)

❀ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...... ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ،

فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ .

''پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل کرے گا کہ کوئی پکا یا کچا گھر اُوٹ نہیں بن سکے گا، اس سے زمین دھل جائے گی اور شیشے کی طرح صاف ہو جائے، پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اُ گاؤ اور اپنی برکت لوٹاؤ، تو اس وقت ایک انار کو پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کرے گی۔ دودھ میں ایسی برکت ہوگی کہ اونٹنی کے ایک دفعہ کا دودھ لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہو جائے گا، گائے کے ایک دفعہ کا دودھ ایک قبیلے کو کافی ہو جائے گا اور بکری کے ایک دفعہ کا دودھ قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کافی رہے گا۔ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوا چلائے گا، وہ لوگوں کو بغلوں کے نیچے سے پکڑے گی اور ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کرلے گی۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، وہ گدھوں کی طرح (برسر

عام) جماع کریں گے۔ایسے (بدترین) لوگوں پر ہی قیامت قائم ہوگی۔''

(صحیح مسلم: 2937)

سوال: کیا امام ابو بکر اسماعیلی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) کی کتاب ''اعتقاد ائمۃ الحدیث'' ثابت ہے؟

جواب: اعتقاد ائمۃ الحدیث امام ابو بکر اسماعیلی رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبۃ اللہ کی تعظیم وتکریم میں فرماتے ہیں:

مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ.

''تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے! مگر اللہ کے ہاں مؤمن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔''

(سنن التّرمذي: 2032، صحیح ابن حبان: 5763)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① اوفی بن دلہم ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/ ۸۸) میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ أَوْفٰى عَنْ نَافِعٍ، وَلَا أَدْرِي مَا هُوَ.

''اوفی کی روایت نافع سے غیر معروف ہے، نیز میں نہیں جانتا کہ اوفی خود کون ہے؟

(عِلل الحدیث: 179/6)

② اوفی بن دلہم کا نافع سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

اس باب میں مرفوع حدیث (سنن ابن ماجہ: ۳۹۳۲) بھی ضعیف ہے۔ نصر بن محمد حمصی ''ضعیف'' ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ.

''کل آپ سے وہ ہستی جدا ہوئی ہے، جس کے علم کو نہ پہلے پہنچ سکتے ہیں اور نہ بعد میں آنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جھنڈا تھما کر (قتال کے لیے) روانہ کرتے تھے، جبریل علیہ السلام ان کے دائیں اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف ہوتے تھے، وہ فتح حاصل کر کے ہی لوٹتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد: 1719، صحيح ابن حبان: 6936)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے، نیز اختلاط بھی ہے۔

② اسماعیل بن ابی خالد اور شریک بن عبد اللہ قاضی دونوں مدلس ہیں۔

❁ مستدرک حاکم (۱۷۲/۳) والی سند جھوٹی ہے۔

① امام حاکم رحمہ اللہ کے استاد ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ ابن اخی طاہر عقیقی حسنی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ متہم ہے۔''

(میزان الاعتدال :521/1؛ المُغني في الضّعفاء :167/1)

نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کی دو حدیثیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰذَانِ دَالَانِ عَلٰی کِذْبِهٖ وَعَلٰی رِفْضِهٖ .

''یہ دونوں روایتیں اس کے جھوٹے اور رافضی ہونے پر دلالت کناں ہیں۔''

(میزان الاعتدال :521/1)

نیز ''کذاب'' بھی کہا ہے۔

(تلخیص کتاب الموضوعات :115/1)

اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔ اس کی متابعت حافظ دولابی کے استاذ ابوجعفر کھمس بن معمر جوہری نے کر رکھی ہے۔

اولاً: حافظ دولابی خود ضعیف ہیں۔

ثانیاً: ان کے استاد کھمس بن معمر کی توثیق نہیں مل سکی۔

② حسین بن زید بن علی کی منکر روایات ہیں۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعْرِفُ وَتُنْکِرُ .

''یہ معروف اور منکر روایات بیان کرتا ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 53/3)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي وَجَدْتُ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ النُّکْرَةَ .

''میں نے اس کی بعض احادیث میں نکارت پائی ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 218/3)

③ علی بن جعفر بن محمد حسین بھی ''مجہول الحال'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے مقبول (مجہول الحال) کہا ہے۔

(تقریب التّهذيب : 4699)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا لَيَّنَهُ، نَعَمْ وَلَا مَنْ وَثَّقَهُ وَلٰكِنْ حَدِيْثُهُ مُنْكَرٌ جِدًّا .

''میں نہیں جانتا کہ کسی نے اسے ثقہ یا ضعیف کہا ہو، البتہ اس کی روایت سخت منکر ہوتی ہے۔'' (ميزان الاعتدال : 3/117، ت : 5799)

نیز اس روایت کو لَيْسَ بِصَحِيحٍ کہا ہے۔

(تلخيص المستدرك : 3/172)

④ اسماعیل بن محمد بن اسحاق کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ مسند بزار (۱۳۴۰)، تاریخ الطبری (۵/ ۱۵۷) الذریعۃ الطاہرۃ للدولابی (ص ۴۷) کی سند بھی ضعیف ہے۔

① حفص بن خالد ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۳/ ۱۷۲)'' میں ذکر کیا ہے۔

② خالد بن جابر ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/ ۲۵۲) میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَرِيبٌ جِدًّا، وَفِيهِ نَكَارَةٌ .

''یہ روایت سخت غریب ہے، اس میں نکارت ہے۔''

(البِداية والنّهاية :28/11)

❁ مسند الامام احمد (۱/ ۱۹۹) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

② عمرو بن حبشی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۲/ ۳۶۹) میں ذکر کیا ہے۔

❁ مصنف ابن ابی شیبہ (۲/ ۶۹) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی مدلس اور سیء الحفظ ہے۔

② ابواسحاق سبیعی مدلس ومختلط ہیں۔

❁ مسند بزار (۱۳۴۱) کی سند جھوٹی ہے۔ابو جارود زیاد بن منذر راعمی کذاب ووضاع ہے۔

❁ المعجم الاوسط للطبرانی (۲۱۵۵) والی سند ضعیف ہے۔سلام بن ابی عمرہ ''ضعیف'' ہے۔

یہ روایت ضعیف ومنکر ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَامَ الْإِجْمَاعُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى أَنَّ الصِّدِّيقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ، ثُمَّ عُمَرُ.

''اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(التّوضيح :250/20)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ **سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَبْرُ سَبْعِينَ نَبِيًّا .

''مسجد خیف میں ستر انبیائے کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 13525)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔ اس میں یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ قبریں مسجد کے قریب ہوں گی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان قبروں کا نام ونشان مٹ چکا ہو اور کسی کے علم میں بھی نہ ہو کہ یہاں انبیا کی قبریں ہیں، تو اس جگہ پر مسجد بنا دی گئی ہو۔ لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر قبروں پر مساجد بنانے کا استدلال درست نہیں، نیز اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیا اور صلحا کی قبروں پر قبے بنانا اور ان کی حد درجہ تعظیم بجالانا جائز نہیں۔

بعض نے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم میں ہے۔

اولاً؛ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

ثانیاً؛ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ صُورَةَ قَبْرِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِهِ مُنْدَرِسَةٌ فَلَا يَصْلُحُ الِاسْتِدْلَالُ بِهِ .

''اسماعیل علیہ السلام وغیرہ کی قبروں کا نام ونشان مٹ چکا ہے، لہٰذا اس سے (قبروں پر مسجد بنانے) کا استدلال درست نہیں۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 601/2)

سوال: قبر پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ و﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ثُمَّ اَللّٰهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوا شُفَعَاءَ لَهٗ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

''جو قبرستان جا کر سورت فاتحہ، سورت اخلاص اور سورت تکاثر پڑھے، پھر یوں کہے: اللہ! جو میں نے تیرے کلام میں سے پڑھا، اس کا ثواب اس قبرستان والے مومن مردوں، مومن عورتوں کو پہنچا، تو وہ تمام اللہ کے ہاں اس کی سفارش کریں گے۔''

(الفوائد لأبي القاسم الزنجي : 58)

سند جھوٹی ہے۔

① احمد بن سعید اخمیمی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''وضاع'' کہا ہے۔

(لسان الميزان :477/1)

② ابو طیب عمران بن موسیٰ عسقلانی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابو القاسم عبد الباقی بن بکر بن حدید مالکی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

④ الحسن بن عمرو بن علی بن زریق ابو محمد کون ہے؟ معلوم نہیں۔

⑤ زہری کا عنعنہ ہے۔

قبر پر سورت فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ ایصال ثواب کا یہ طریقہ کتاب وسنت اور اسلاف اُمت سے ثابت نہیں، نیز قبرستان میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔

سوال: کیا ابو جندل رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قبر پر مسجد بنائی ؟

جواب: اسلام میں قبروں پر مسجدیں بنانا جائز نہیں۔ سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قبر پر مسجد بنانا ثابت نہیں۔

❁ زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

جَعَلَ عِنْدَ قَبْرِهِ مَسْجِدًا .

''ابو جندل رضی اللہ عنہ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس مسجد بنائی۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 4/175، تاريخ ابن عساكر : 25/300)

زہری کی مرسل یا معضل ہے۔

❁ الاستیعاب لابن عبدالبر (۲/۱۶۱۲) والی سند بھی ضعیف ہے۔ محمد بن اسحاق کی مرسل یا معضل ہے، نیز منکر بھی ہے۔

سوال: کسی بڑے کی موت پر اجتماعی طور پر چند لمحات کی خاموشی اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ کفار کی نقالی ہے۔ تعزیت کا یہ طریقہ غیر شرعی ہے۔

سوال: کسی کی موت پر بطور سوگ موم بتیاں جلانا کیسا ہے؟

جواب: قبیح بدعت ہے، جو کفار کی پیروی میں اختیار کی گئی ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں، نہ اسلاف اُمت سے منقول ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ عبدالرحمٰن بن ابی مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ وَاثِلَةُ يُصَلِّي بِنَا صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ فِي الْمَقْبَرَةِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَسْتَتِرُ بِقَبْرٍ.

''سیدنا واثلہ بن اسقع ہمیں قبرستان میں فرض نماز پڑھا دیتے تھے، البتہ کسی قبر کی اوٹ میں کھڑے نہیں ہوتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 185/2)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ خالد بن یزید بن عبد الرحمٰن دمشقی ضعیف ہے۔

(سوال): کیا میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے؟

(جواب): اہل سنت کے نزدیک میت کی طرف سے صدقہ کرنا بالاجماع جائز ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ؛ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، مگر تین اعمال (کہ ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔) ① صدقہ جاریہ ② علم، جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہا ③ نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرے۔''

(صحیح مسلم :1631)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِمَا.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اسی طرح صدقہ کا اجر

بھی پہنچتا ہے، ان دونوں پر اجماع ہے۔‘‘

(شرح النّووي :85/11)

۞ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْتَفِعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ .

’’صدقہ کا اجر میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس بارے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں اور یہی درست بات ہے۔‘‘

(شرح النّووي :89/1)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا نِزَاعَ بَيْنَ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي وُصُولِ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَّةِ، كَالصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ، كَمَا يَصِلُ إِلَيْهِ أَيْضًا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ، وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَاةَ الْجِنَازَةِ، وَالدُّعَاءُ عِنْدَ قَبْرِهِ .

’’اس میں علمائے اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں کہ مالی عبادات مثلاً صدقہ اور غلام آزاد کرنا وغیرہ کا ثواب میت تک پہنچتا ہے، جیسا کہ میت کو دعا، استغفار، نماز جنازہ اور قبر پر دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔‘‘

(الفتاوی الکبریٰ : 63/3)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ الْأَمْوَاتَ يَنْتَفِعُونَ مِنْ سَعْيِ الْأَحْيَاءِ بِأَمْرَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا : مَا تَسَبَّبَ إِلَيْهِ الْمَيِّتُ فِي حَيَاتِهِ، وَالثَّانِي : دُعَاءُ

الْمُسْلِمِينَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ لَهُ، وَالصَّدَقَةُ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ فوت شدگان کو زندوں کے اعمال دوطرح فائدہ پہنچاتے ہیں؛ ① جس کا سبب خود میت اپنی زندگی میں بنا ہو۔ ② مسلمانوں کا اس کے لیے دعا و استغفار کرنا اور صدقہ کرنا۔''

(شرح الطّحاوية، ص 452)

سوال: کیا ابلیس ابھی تک زندہ ہے؟

جواب: ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے مہلت دے رکھی ہے، وہ قیامت تک زندہ رہے گا، اسے ابھی تک موت نہیں آئی۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ، قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ، إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ﴾(الحجر : ٣٦-٣٨)

''ابلیس نے کہا: میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دے، جب لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے، تو اللہ نے کہا: تجھے ایک معلوم وقت تک مہلت دی۔''

سوال: مصائب میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: مدد صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جا سکتی ہے، کسی نبی یا ولی سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔ نبی کریم ﷺ دنیا سے بے خبر ہیں، کسی کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ غیر اللہ سے استعانت شرک ہے۔

❀ علامۃ الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (١١٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ يَسْتَعِينُونَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فِي حَوَائِجِهِمْ مِنْ شِفَاءِ الْمَرِيضِ وَغِنَاءِ الْفَقِيرِ، وَيَنْذُرُونَ لَهُمْ، يَتَوَقَّعُونَ إِنْجَاحَ مَقَاصِدِهِمْ بِتِلْكَ النُّذُورِ، وَيَتْلُونَ أَسْمَائَهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، فَأَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِم أَنْ يَّقُولُوا فِي صَلَاتِهِمْ : ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾(الفاتحة : ٥)، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجنّ : ١٨)، وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةَ، كَمَا قَالَهُ الْمُفَسِّرُونَ، بَلْ هُوَ الْاِسْتِعَانَةُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾(الأنعام : ٤١) .

''مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذر و نیاز کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر نماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ : ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ :۵) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)۔ نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن : ۱۸) (تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو)۔ اس آیتِ کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ یہاں استعانت مراد ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا

تَدْعُوْنَ﴾(الانعام : ۴۱) (بلکہ تم [سخت مصیبت کے وقت] اسی[اللہ] کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دُور فرماتا ہے)۔''

(حُجّة اللّٰه البالغة :185/1)

❁ قرآنِ کریم نے اہل فکر ونظر کو ان الفاظ میں دعوتِ توحید دی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ٭ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ﴾

(سبأ : ۲۲۔۲۳)

''(اے نبی) کہہ دیجیے! تم ان لوگوں کو پکارو جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو۔ وہ تو آسمان وزمین میں ایک ذرے کے بھی مالک نہیں، نہ ان کا آسمان و زمین میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا معاون ہے نہ اللہ کے ہاں کوئی سفارش فائدہ دیتی ہے، ہاں جس شخص کے لیے وہ خود اجازت دے۔''

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ .

''جب سوال کریں، تو اللہ سے کریں اور جب مدد مانگیں، تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔''

(سنن التّرمذي : 2516، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَعِنْ بِاللّٰهِ . ''اللہ سے مدد مانگیں۔''

(صحيح مسلم : 2664)

(سوال): نبی کریم ﷺ کے نام کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

(جواب): قسم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے اسمائے حسنیٰ وصفات جلیلہ کی اٹھانی چاہیے۔

(سوال): سود کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): سود حرام ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ قرآن، حدیث اور اُمت کے اجماع میں سود حرام ہے۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ حَتّٰى يُكَفَّرَ جَاحِدُهٗ.

''سود کے حرام ہونے پر اُمت کا اجماع ہے، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔''

(تبيين الحقائق : 85/4)

(سوال): وقوف عرفہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): وقوف عرفہ حج کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ فَرْضٌ، وَلَا حَجَّ لِمَنْ فَاتَهُ الْوُقُوفُ بِهَا.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ وقوف عرفہ فرض ہے، نیز جس سے وقوف عرفہ رہ گیا، اس کا حج نہیں۔'' (الإجماع، ص 57)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ وَطَوَافَ الزِّيَارَةِ مِنْ جُمْلَةِ الْأَرْكَانِ.

''امت کا اجماع ہے کہ وقوف عرفہ اور طواف زیارت (افاضہ) حج کے ارکان میں سے ہیں۔''

(البناية : 236/4)

حج کے چار ارکان ہیں؛ احرام، وقوف عرفہ، طواف افاضہ اور صفا و مروہ کی سعی۔
شوافع کے نزدیک چھ ارکان حج ہیں، احناف کے نزدیک دو ارکان حج ہیں؛ وقوف عرفہ اور طواف افاضہ۔

سوال: فاسق کے مرنے کے بعد اس کے حق میں رحمت کی دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: فاسق کے لیے دعائے رحمت جائز ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر مؤمن کے لیے دعائے استغفار ورحمت جائز ہے، خواہ وہ فاسق ہو یا صالح۔

سوال: غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے اور شرک کے مرتکب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ امامت صرف صحیح العقیدہ کی معتبر ہے۔

سوال: نصاریٰ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: نصاریٰ (عیسائی) کافر ہیں۔ یہ اہل کتاب میں سے ہیں۔ جس کو بھی نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر ملی اور وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا، تو وہ کافر ہے، خواہ وہ کسی آسمانی دین سے منسوب ہو یا زمینی۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ (البيّنة : ١)

''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، وہ باز آنے والے نہیں تھے، تا آنکہ ان کے پاس واضح دلیل آ جائے۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾(المائدة : ٧٣)

”تحقیق ان لوگوں (نصاریٰ) نے کفر کیا، جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے۔“

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ﴾(التّوبة : ٣٠)

”یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے کفار کے مشابہ ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں بھٹکے ہوئے ہیں۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو بھی یہودی و نصرانی میرا پیغام سنے اور میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے، وہ جہنمی ہے۔“(صحیح مسلم : 153)